سید کاشف گیلانی

نالۂ نیم شب

آہ نکلی ہے بوقتِ شب دلِ دو نیم سے
کب خدا ہم کو نکالے گا امید و بیم سے
ملتِ بیضا کی نیو رکھی گئی ہے دین پر
کیوں مٹاتے ہو اسے تقسیم در تقسیم سے
مسجدِ اقصیٰ زمیں پر تو خدا کا نور ہے
کیسے ہوسکتے ہیں منکر ہم تری تکریم سے
جب بھی بھٹکا راہ سے بھٹکا جہالت کے سبب
آدمی انسان بنتا ہے فقط تعلیم سے
جس کی شہہ پر بوئے ہم نے قوم میں نفرت کے بیج
کیا ہمیں حاصل ہوا اُس غیر کی تکریم سے
جو منظم ہیں انہی قوموں کا ہے دنیا پہ راج
کیسے ہم انکار کردیں قوتِ تنظیم سے
اُس پہ مذہب نے مسلماں کو دیا درسِ جہاد
بات جو سلجھائی جا سکتی نہ ہو تفہیم سے
جو خدائے پاک کی مرضی پہ راضی ہوگیا
وقت بھی ڈرتا ہے ایسے پیکرِ تسلیم سے
وقت جو جاتا ہے کاشف لوٹ کر آتا نہیں
پوچھنا چاہو اگر تو پوچھ لو تقویم سے

پروفیسر محمد اکرام تائب

"ماں جی کے بعد"

وہی گھر ہے وہی گھر کے مکیں موجود ہیں سارے
مگر گھر کاٹنے کو دوڑتا ہے بن یہ تمہارے
نظر کے سامنے گرچہ ہیں لاکھوں شوخ نظارے
مری آنکھوں سے ہیں جاری مگر اشکوں کے فوارے
کھلے گیسو، بجھے دل اور سب اُترے ہوئے چہرے
عجب انداز سے تکتے ہیں یہ معصوم بے چارے
کہاں ماں جی گئی ہیں؟ لوٹ کر کب آئیں گی گھر میں؟
یہ بچے پوچھتے رہتے ہیں مجھ سے آپ کے بارے
چلو اک بار آ کر پھر انہیں آغوش میں لے لو
یہ دیکھو اشک افشاں کس قدر ہیں آج مہ پارے
بھیانک اور ظالم کس قدر ہے موت اے یارو!
کوئی بچتا نہیں اس سے، یہی ہر ایک کو مارے
ولی، غوث و قطب، ابدال و پیغمبر سبھی آ کر
یہ بازی زندگانی کی اجل کے سامنے ہارے
لبوں پر مسکراہٹ ہے کسی کے واسطے، لیکن!
درونِ دل ہزاروں غم کے ہیں طوفان اے پیارے
بیان لفظوں میں ہو سکتا نہیں دردِ نہاں تائب
کوئی بھی گن نہیں سکتا کبھی آکاش کے تارے